کامیاب استاذ کون؟

WWW.NAFSEISLAM.COM

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت
حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُم اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل پانچ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلٰیحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

(۲) شعبۂ درسی کُتُب

(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب

(۴) شعبۂ تراجمِ کتب

(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، حامیِ سنّت، ماحِیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری الشاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْعَ سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔ اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''المدینۃ العلمیۃ'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیشِ لفظ

الحمدللہ عزوجل ! جامعات کے حوالے سے لکھی گئی کتاب ''امتحان کی تیاری کیسے کریں؟'' کے بعد دعوتِ اسلامی کی مجلس جامعات المدینہ کی طرف سے ایک اور مختصر تحریر بنام ''کامیاب استاذ کون؟'' تعلیم میں مزید بہتری کے جذبہ کے تحت آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ اس کتاب میں ان تمام امور کا بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کا تعلق تدریس سے ہوسکتا ہے مثلاً سبق کی تیاری، سبق پڑھانے کا طریقہ، سننے کا طریقہ......علی ھذا القیاس۔

اس کتاب کو مرتب کرنے کی سعادت مجلس المدینۃ العلمیۃ کے شعبۂ اصلاحی کتب کو حاصل ہوئی۔ یہ کتاب بنیادی طور پر شعبہ درسِ نظامی کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی ہے لیکن حفظ و ناظرہ کے اساتذہ بھی معمولی ترمیم کے ساتھ اس سے بخوبی فائدہ اٹھا سکتے ہیں نیز اسکول و کالجز میں پڑھانے والے اساتذہ کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ فائدے سے خالی نہیں ہے۔ اس کتاب کو نہ صرف خود پڑھئے بلکہ دیگر اسلامی بھائیوں کو اس کے مطالعہ کی ترغیب دے کر اشاعتِ علمِ دین کے ثواب میں حصہ دار بنئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش'' کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن گیارھویں رات بارھویں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین (صلی اللہ علیہ وسلم)

شعبہ اصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اُستاذ کی اہمیت

استاذ (یعنی معلّم) ہونا بہت بڑی سعادت ہے کہ ہمارے پیارے مدنی آقا انے اس منصب کی نسبت اپنی ذاتِ اقدس کی طرف کر کے اسے عزت وکرامت کا تاج عطا فرمایا ہے، چنانچہ آپ انے ارشاد فرمایا: ''انما بعثت معلما یعنی مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، رقم ۲۲۹، ج۱،ص ۱۵۰)

باعمل مسلمانوں پر مشتمل معاشرے کی تشکیل میں استاذ کا کردار ایک باغبان کی مثل ہے۔ جس طرح کسی باغ کے پودوں کی افزائش وحفاظت باغبان کی توجہ اور کوشش کے بغیر نہیں ہوسکتی اسی طرح طلباء کی مدنی تربیت کے لئے استاذ کی توجہ وکوشش بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ استاذ کا کام طلباء کے ظاہر وباطن کو خصائل رذیلہ سے پاک کر کے اوصافِ حمیدہ سے مزین کرنا اور انہیں معاشرے کا ایک ایسا باکردار مسلمان بنانا ہے جو عمر بھر کے لئے ''اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش'' میں مصروف ہوجائے۔

نبی کریم کے چند فرامین مقدسہ ملاحظہ ہوں جن میں آپ نے اپنی زبان حق ترجمان سے استاذ کے رتبے کو عظمت عطا فرمائی ہے......

(1) ''جس نے کتاب اللہ میں سے ایک آیت سکھائی یا علم کا ایک ''باب'' سکھایا تو اللہ تعالی اس کے ثواب کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیتا ہے۔'' (کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول، رقم ۲۸۷۰۰، ج۱۰،ص ۶۱)

(2) ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، رقم ۵۰۲۷، ج۳،ص ۴۱۰)

(3) ''بیشک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے پر رحمت بھیجتے ہیں حتی کہ چیونٹیاں اپنے بل میں اور مچھلیاں سمندر میں اس کے لئے دعا کرتی ہیں۔'' (المعجم الکبیر، رقم ۷۹۱۲، ج۸،ص ۲۳۴)

(4) ''کیا میں تمہیں سب سے زیادہ جود وکرم والے کے بارے میں آگاہ نہ کردوں؟ اللہ تعالی سب سے زیادہ کریم ہے اور میں اولاد آدم میں سب سے بڑا سخی ہوں اور میرے بعد وہ شخص ہے جس کو علم عطا کیا گیا ہو اور اس نے اپنے علم کو پھیلایا قیامت کے دن اس کو ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا اور وہ شخص جس نے اللہ تعالی کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہو حتی کہ اسے قتل کردیا جائے۔'' (مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، رقم ۲۷۸۲، ج۳،ص ۶۱)

(5) ''علم کو پھیلانے سے افضل ترین صدقہ کسی نے نہیں کیا۔'' (المعجم الکبیر، رقم ۶۹۶۴، ج۷،ص ۲۳۱)

(6) ''آدمی کا علم حاصل کرنا اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا بھی صدقہ ہے۔'' (کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول، رقم ۲۸۸۱۰، ج۱۰،ص ۶۸)

(7) ''حسد (یعنی رشک جائز) نہیں مگر دو آدمیوں سے، پہلا: وہ شخص جسے اللہ نے مال عطا فرمایا اور اسے حق کے

معاملہ میں خرچ کرنے پر مقرر کردیا اور دوسرا: وہ شخص جسے اللہ تعالی نے علم وحکمت عطا فرمائی اور وہ اس کے مطابق فیصلہ کرے اور اسے دوسروں کو سکھائے۔" (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم، رقم ۷۳، ج ۱ ص ۴۳)

تدریس کا مقصد کیا ہونا چاہئیے؟

استاذ کو چاہئیے کہ منصب ِ تدریس کو دنیا کی دولت کمانے، عزت وشہرت حاصل کرنے یا اپنے ساتھیوں میں ممتاز نظر آنے کے لئے ذریعہ نہ بنائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اپنے پیش نظر رکھے کیونکہ تدریس ہو یا کوئی اور نیکی، اگر رضائے الٰہی ل مقصود نہ ہو تو یہ انسان کی آخرت کے لئے سراسر باعث ِنقصان ہے جیسا کہ حضرت سیدنا ابوسعد بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہا نے ارشاد فرمایا، "جب اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو قیامت کے اس دن میں جمع فرمائیگا جس میں کوئی شک نہیں ہے تو ایک مُنادی یہ ندا کرے گا، "جس شخص نے اللہل کے لئے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا تھا تو وہ اس کا ثواب بھی غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شریک سے بے نیاز ہے۔" (ابن ماجہ، کتاب الزھد رقم ۴۲۰۳، ج ۴، ص ۴۷۰)

پڑھانے کی اجرت لینا کیسا؟

متاخرین فقہاء کے نزدیک پڑھانے کی اجرت اگرچہ جائز ہے مگر ممکن ہو تو استاذ کو چاہئیے کہ حصول ثواب کے لئے بلا اجرت پڑھائے کیونکہ "جو عمل بے غرض ہو اس کی جزا کچھ اور ہے"۔ ہاں! اگر اہل وعیال کے اخراجات اس کے ذمے ہوں اور یہ اس نیت سے اجرت لے کہ اگر مجھ پر اپنے اہل کی کفالت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں پڑھانے کی اجرت کبھی نہ لیتا تو اللہل کی رحمت سے امید ہے کہ اسے دُگنا ثواب ملے گا جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ ردالمحتار میں اجرت لینے والے مؤذن کو ثواب ِاذان ملنے یا نہ ملنے کی بحث میں لکھتے ہیں:

"ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ (یعنی مؤذن) رضائے الٰہی کا قصد کرے لیکن اوقات کی پابندی اور اس کام میں مصروفیت کی بنا پر اپنے عیال کے لئے قدرِ کفایت روزی نہ کما سکے۔ چنانچہ وہ اس لئے اجرت لے کہ روزی کمانے کی مصروفیت کہیں اسے اس سعادتِ عظمٰی سے محروم نہ کروادے اور اگر اسے مذکورہ مجبوری نہ ہوتی تو وہ اجرت نہ لیتا تو ایسا شخص بھی مؤذن کے لئے ذکر کردہ ثواب کا مستحق ہوگا بلکہ وہ دو عبادتوں کا جامع ہوگا، ایک اذان دینا اور دوسری عیال کی کفالت کے لئے سعی کرنا، اور اعمال کا ثواب نیتوں کے مطابق ہوتا ہے۔" (ردالمحتار، ج ۲، ص ۶۰)

اس سلسلے میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ اجارہ کام کی بجائے وقت پر کرے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اسے اجرت کے ساتھ ساتھ پڑھانے کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔ امام اہلسنت عظیم المرتبت مجددِ دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اجرت پر تلاوتِ قرآن بغرضِ ایصالِ ثواب کروانے کے بارے میں کیے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنے شہرۂ آفاق فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: "ہاں اگر (اجرت پر تلاوتِ قرآن بغرضِ ایصالِ ثواب کروانے والے) لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو اور طریقۂ جائزہ شرعیہ بھی حاصل ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے

کے لئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی معین کردیں مثلاً پڑھوانے والا کہے: ''میں نے تجھے آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک کے لئے اس قدر اجرت پر نوکر رکھا جو کام چاہوں گا لوں گا'' وہ کہے: ''میں نے قبول کیا'' اب وہ اتنی دیر کے واسطے اس کا اجیر ہوگیا جو کام چاہے لے سکتا ہے۔ اس کے بعد اس سے کہے کہ ''فلاں میت کے لئے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھ دو'' تو یہ صورت جواز کی ہے۔ الخ''

(فتاوٰی رضویہ، ص ۱۶۸، ج ۱۰ نصف اول)

پڑھانے میں کیا کیا نیتیں کرے؟

پاکستان بھر کے جامعات المدینہ کے اساتذہ وناظمین کے ساتھ ہونے والے ایک مدنی مذاکرہ میں شیخ طریقت ،امیرِ اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی سے تدریس کی نیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواباً بہت سی نیتوں کی طرف توجہ دلائی جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) رضائے الٰہی ل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نیت سے پڑھاؤں گا کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ ل''

(۲) ممکن ہوا تو پڑھانے کی اجرت نہیں لوں گا۔

(۳) اگر اجرت لی بھی تو اپنے اہل وعیال کی کفالت اور سوال سے بچنے کی نیت سے لوں گا کہ اگر میں مجبور نہ ہوتا تو کبھی اجرت نہ لیتا۔

(۴) تعظیمِ علم کے لئے صاف ستھرے کپڑے پہنوں گا۔

(۵) سادگی کو برقرار رکھتے ہوئے سنت کی تعظیم کے لئے اہتمام سے عمامہ باندھوں گا۔

(۶،۷) تعظیمِ علم اور سنت پر عمل کے لئے خوشبو استعمال کروں گا۔

(۸) درجہ میں جانے سے پہلے وضو کرلیا کروں گا۔

(۹) نگاہیں جھکا کر چلوں گا۔

(۱۰) راستے میں ملنے والے اسلامی بھائیوں کو سلام کروں گا۔

(۱۱،۱۲) موقع ملا تو نیکی کی دعوت پیش کروں گا (یعنی امر بالمعروف والنھی عن المنکر کروں گا)۔

(۱۳) درجہ میں داخل ہوتے وقت سلام کروں گا۔

(۱۴) بیٹھنے کے لئے جیسی نشست بنائی گئی ہوگی بیٹھ جاؤں گا، عالیشان نشست کے لئے مطالبہ نہیں کروں گا۔

(۱۵) طلباء کی کوئی بات ناگوار گزری تو صبر کروں گا۔

(۱۶) جان بوجھ کر امرد کو اپنے قریب نہیں بٹھاؤں گا۔

(۱۷) اگر وہ میرے قریب آکر بیٹھ گیا تو حکمتِ عملی سے اس کی جگہ تبدیل کردوں گا، بصورتِ دیگر اس کا چہرہ یا لباس

وغیرہ دیکھ کر بات کرنے سے بچوں گا۔

(۱۸) درجہ میں بیٹھنے کی وجہ سے نیک صحبت کے فضائل حاصل کروں گا۔

(۱۹) صحبت کے حقوق پورے کرنے کی کوشش کروں گا۔

(۲۰) دینی کتب کا ادب کروں گا۔

(۲۱) درس کی جگہ کا بھی ادب کروں گا۔

(۲۲) سبق شروع کرنے سے پہلے یہ پڑھوں گا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

(۲۳) علماء کی زیارت کر کے عالم کی زیارت کے فضائل حاصل کروں گا۔

(۲۴) طلباء کا سبق توجہ سے سنوں گا۔

(۲۵) اگر طلباء کو کوئی بات سمجھ نہ آئی تو دوبارہ سمجھانے میں عار محسوس نہیں کروں گا۔

(۲۶) فضول اور بے محل سوالات کرنے والے طلباء کو جھاڑنے کی بجائے نرمی سے سوال کرنے کے آداب سے آگاہ کروں گا۔

(۲۷) کسی سوال کا جواب نہ آتا ہوا تو غلط جواب دینے کی بجائے دوسرے دن سمجھانے کا وعدہ کروں گا۔

(۲۸) کسی مضمون کو پڑھانے کا حق ادا نہ کر سکا تو انتظامیہ کے سامنے اعتراف کرنے میں شرم محسوس نہیں کروں اور مضمون کی تبدیلی کی درخواست کروں گا۔

(۲۹) زیادتی علم پر شکر کروں گا اور تکبر سے بچوں گا۔

(۳۰) اگر ناظم صاحب یا انتظامیہ کی کوئی بات ناگوار گزری تو خاموش رہ کر صبر کروں گا۔

(۳۱) کسی استاذ صاحب کی کمزوریاں معلوم ہونے کی صورت میں ان کا چرچا نہیں کروں گا۔

(۳۲) درجے یا مکتب میں بیٹھ کر کسی استاذ یا مجلس کے کسی فرد بلکہ کسی بھی مسلمان کی غیبت نہیں کروں گا۔

(۳۳) کسی مسلمان کا کینہ اپنے دل میں نہیں پالوں گا۔

(۳۴) جائز سفارش کرنے کا موقع ملا تو ضرور کروں گا۔

(۳۵) جامعہ کے جدول پر عمل کروں گا۔

(۳۶) اگر مجھے کسی کی شکایت کی وجہ سے ندامت اٹھانی پڑی تو میں اسے شرمندہ کرنے کے لئے موقع کی تلاش میں نہیں رہوں گا۔

(۳۷) پورے بدن (مثلاً زبان، آنکھ، پیٹ وغیرہ) کا قفلِ مدینہ لگاؤں گا (یعنی انہیں خلافِ شرع استعمال ہونے سے

بچاؤں گا)۔

(۳۸) بلا اجازت کسی کی کتاب یا کاپی یا قلم وغیرہ استعمال نہیں کروں گا۔

(۳۹) اگر سبق سمجھنے میں ناکام رہا تو اپنے سے (بظاہر) کم تجربے والے استاذ سے پوچھنے میں شرم محسوس نہیں کروں گا۔

(۴۰) اور اگر مجھ سے کسی دوسرے استاذ کے طالب علم یا خود اس استاذ صاحب نے سبق کے بارے میں دریافت کیا تو حتی المقدور احسن انداز میں سمجھانے کی کوشش کر کے مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے کے فضائل پاؤں گا۔

(۴۱) اُس استاذ کی تجہیل نہیں کروں گا۔

(۴۲) طلباء کو سزا دینے میں شرعی اجازت سے تجاوز نہیں کروں گا۔

(۴۳) کسی کی حق تلفی نہیں کروں گا۔

(۴۴) اگر مجھ سے نادانستہ طور پر کسی کی حق تلفی ہو گئی تو معافی مانگنے میں دیر نہیں کروں گا۔

(۴۵) غم زدہ اسلامی بھائی کی غم خواری کروں گا۔

(۴۶) بیمار اسلامی بھائی کی عیادت کروں گا۔

(۴۷) آپس میں ناراض ہو جانے والے اسلامی بھائیوں میں صلح کروانے کی کوشش کروں گا۔

(۴۸) اگر کسی اسلامی بھائی کو مالی مدد کی ضرورت ہوئی تو ناظم صاحب کے مشورے یا ان کے ذریعے سے اس کی مالی مدد کر کے راہِ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب لوں گا۔

(۴۹، ۵۰) اگر کبھی تنگ دستی نے آگھیرا تو بھی بلا ضرورتِ شرعی کسی سے سوال نہیں کروں گا بلکہ ایسی صورت میں قرض لے کر اپنی مشکل حل کروں گا اور قرض حسبِ وعدہ واپس بھی لوٹا دوں گا۔

(۵۱) اپنا وقت فضول کاموں میں ضائع نہیں کروں گا بلکہ پڑھائی اور مدنی کاموں میں مشغول رہوں گا۔

(۵۲) اپنے علم پر عمل کرنے کے لئے مدنی انعامات (ان کی وضاحت آخری صفحات میں دی گئی ہے۔) پر عمل کروں گا۔

(۵۳) دعوتِ اسلامی کے راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے مدنی قافلوں میں سفر کیا کروں گا۔ ان شاءاللہ عزوجل

کامیاب استاذ کون؟

ہر صحبت خواہ اچھی ہو یا بری اپنا ایک اثر رکھتی ہے اسی حقیقت کو سرورِ عالم نورِ مجسم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ''اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔'' (صحیح مسلم، ص ۱۱۱۶، رقم الحدیث ۲۶۲۸)

چونکہ طلباء طویل عرصے تک روزانہ استاذ کی صحبت میں بیٹھتے ہیں لہذا استاذ کی ذات میں پائے جانے والے اوصاف غیر محسوس طور پر اس کے طلباء میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ......

اگر استاذ خوش اخلاق ہے تو اس کے طلباء بھی حسن اخلاق کے مظہر ہوں گے،......

اگر استاذ مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ رکھتا ہے تو اس کے طلباء بھی مسلمانوں کی مدد کرنے میں خوشی محسوس کریں گے،

اگر استاذ نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا جذبہ رکھتا ہے تو اس کے طلباء بھی نیکی کی دعوت کو پھیلاتے ہوئے نظر آئیں گے

اگر استاذ عفو و درگزر کا پیکر ہے تو اس کے طلباء بھی غصے سے کوسوں دور رہنے والے ہوں گے،......

اگر استاذ مدنی انعامات پر عمل کرتا ہے تو اس کے طلباء میں بھی عمل کا جذبہ بڑھے گا اور وہ بھی مدنی انعامات کا کارڈ پر کرتے دکھائی دیں گے،...... (مدنی انعامات کی وضاحت آخری صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔)

اگر استاذ حقیقی عاجزی اختیار کرنے والا ہے تو اس کے طلباء بھی عاجزی کے پیکر بن کر رہیں گے،......

اگر استاذ خوش لباس ہے تو اس کے طلباء کے لباس بھی صاف ستھرے دکھائی دیں گے،......

اگر استاذ معاملات (مثلاً قرض اور عاریت وغیرہ کے معاملات میں) میں صفائی پسند واقع ہوتا ہے تو اس کے طلباء بھی اس کی پیروی کرنے میں فخر محسوس کریں گے،......

اگر استاذ مطالعے کا شوق رکھتا ہے تو اس کے طلباء کے ہاتھوں میں بھی کتابیں دکھائی دیں گی،......

اگر استاذ اپنے اسلاف کا ادب کرتا ہے تو اس کے طلباء بھی بزرگوں کا احترام کرنے والے ہوں گے،......

اگر استاذ قناعت پسند ہے تو اس کے طلباء بھی لالچ سے دامن بچا کر رکھیں گے،......

اگر استاذ کسی کا احسان لینے کا عادی نہیں ہے تو اس کے طلباء بھی کسی سے احسان لینے پر تیار نہیں ہوں گے،......

اگر استاذ نفاست پسند ہے تو اس کے طلباء کی چیزیں بھی کمرے میں بکھری ہوئی دکھائی نہیں دیں گی،......

اگر استاذ پرہیزگار ہے تو اس کے طلباء بھی خوفِ خدا رکھنے والے ہوں گے۔ علیٰ ھذا القیاس......

لہٰذا! مسندِ تدریس پر متمکن ہونے والا اگر خود کو دنیاوی و اخروی اعتبار سے کامیاب دیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی ذات میں مذکورہ بالا اوصاف اجاگر کرے۔

سبق کس طرح پڑھائے؟

واقفانِ حال پر مخفی نہیں کہ کسی بھی سبق کو پڑھانے کے لئے اس کی پیشگی تیاری کرنا از حد ضروری ہے اور یہی ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے کیونکہ جب تک استاذ کو کسی سبق کے بارے میں معلومات مستحضر نہ ہوں، وہ انہیں طلباء تک کامل طور پر نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ اگر کوئی استاذ (بالخصوص نیا استاذ) اسباق تیار کئے بغیر پڑھانے بیٹھ جائے تو غلطیوں کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ موصوف جو کچھ بیان فرمائیں کتاب میں اس کے برعکس بیان کیا گیا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ طلباء کو مطمئن نہیں کر پائے گا اور عدمِ اطمئنان کا یہ سلسلہ طویل ہونے کی صورت میں انتظامیہ اس کی خدمات لینے سے معذرت بھی کر سکتی ہے۔

لہٰذا! استاذ کو چاہئیے کہ سبق کی تیاری، درسی بیان مرتب کرنے، درجہ میں سبق پڑھانے، طلباء کے سوالات کے جوابات دینے طلباء کو ہوم ورک دینے، دوسرے دن ان سے سبق سننے کے سلسلے میں نیچے دی گئی گزارشات پر عمل کرے، مگر یاد رہے کہ ان

تمام طریقوں کا تعلق اسباب سے ہے اور ہمیں اپنی نگاہ اسباب پر نہیں' خالق اسباب پر رکھنی چاہیئے۔اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ اگر آپ مذکورہ طریقوں پر کاملاً عمل نہ بھی کر پائے تب بھی آپ احساس کمتری میں مبتلاء نہیں ہوں گے۔جبکہ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کبھی اس قسم کے شکوؤں میں مبتلاء نہیں ہوں گے کہ "میں نے فلاں درجے (کلاس) کے طلباء کو اتنی محنت سے پڑھایا، مجھ میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن ان کے دماغ میں تو لگتا ہے "بھُوسا" بھرا ہوا ہے انہیں کوئی بات سمجھ ہی نہیں آتی۔" اور اس کا تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ ان پر کامل طور پر عمل کرنے اور اپنی کامیابی کی صورت میں خود پسندی کا شکار نہیں ہوں گے کہ میرا اندازِ تدریس بہت اچھا ہے، میں تو مٹی کو بھی ہاتھ لگاتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے ،فلاں درجے کو کئی اساتذہ نے پڑھایا لیکن اس درجہ کے طلباء ان سے مطمئن نہ ہو پائے اور جب میں نے ان طلباء کو پڑھایا تو وہ اَش اَش کر اٹھے،وغیرہ وغیرہ......

پڑھانے کے لئے مطالعہ کس طرح کرے؟

اسباق کی بہترین تیاری کے لئے مدرس کو چاہئے کہ جب مطالعہ کرنے بیٹھے تو سب سے پہلے یہ جائزہ لے کہ کل مجھے کس مضمون کا کتنا سبق پڑھانا ہے؟ (اس سلسلے میں انتظامیہ کی طرف سے دیئے گئے نصاب کو تعلیمی ایام پر تقسیم کر لینا بے حد مفید ہے) پھر وقتِ مطالعہ کو تمام مضامین کے حجم کے اعتبار سے تقسیم کر لے مثلاً اس کے پاس مطالعہ کے لئے تین گھنٹے ہوں اور اسے چھ اسباق کی تیاری کرنی ہے تو جس سبق کے مطالعہ میں زیادہ وقت صرف ہو اس کے لئے زیادہ وقت اور جس سبق کے مطالعہ میں تھوڑا وقت صرف ہو اس کے لئے کم وقت مقرر کرلے ،علی ھذا القیاس۔اس تقسیم کا فائدہ یہ ہوگا کہ کم سے کم وقت میں تمام مضامین کی تیاری ممکن ہو سکے گی۔

اس کے بعد مطالعہ کا آغاز کرتے ہوئے اولاً سبق کے متن کا مطالعہ کرے ، پھر اگر عربی کتاب ہو تو اس کی عبارت کے اعراب، حلِ لغات اور مفہوم پر غور و تفکر کرے۔اس سلسلے میں متن سے متعلقہ حواشی وشروحات کا ضرور مطالعہ کرے کہ اس سے سبق کا درست مفہوم سمجھنے میں مدد بھی ملے گی اور استاذ کی معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔کسی بھی سبق کے بارے میں اپنا مطالعہ کم از کم اس وقت تک جاری رکھے جب تک متن میں درج شدہ ایک ایک لفظ کے مفہوم اور فوائدِ قیود وغیرہ کے بارے میں اس کا فہم کامل نہ ہو جائے کیونکہ اگر سبق کے بارے میں کوئی الجھن باقی رہ گئی تو یہ درجہ میں ٹھیک سے نہیں پڑھا پائے گا۔اگر حواشی وشروحات سے مدد لینے کے باوجود کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو رب تعالیٰ سے اس کے حل کے لئے دعا کرے۔اگر پھر بھی ناکام رہے تو سبق پڑھانے سے پہلے پہلے جامعہ میں پڑھانے والے دیگر اساتذہ سے پوچھنے میں شرم محسوس نہ کرے۔

درسی بیان (تقریر) کو کس طرح مرتب کرے؟

کسی کو اپنا مافی الضمیر اچھے انداز میں سمجھانے کی صلاحیت بلاشبہ بہت بڑی نعمت ہے۔جس مضمون کے مطالعے کے لئے استاذ نے طویل وقت صرف کیا ہو اس مطالعے سے حاصل شدہ معلومات کو خوبصورت اسلوب اور دل نشین ترتیب کے ساتھ طلباء تک پہنچانا بے حد ضروری ہے۔اگر کسی استاذ کا مطالعہ بہت وسیع ہو، وہ سبق سے متعلقہ تمام ابحاث کا فہم بھی

رکھتا ہو لیکن اپنی معلومات طلباء تک منتقل کرنے کے لئے اس کے پاس مناسب جملے نہیں ہیں تو طلباء اس استاذ سے کامل طور پر استفادہ نہیں کر پائیں گے اور یوں اس کا کثرت سے مطالعہ کرنا طلباء کے لئے زیادہ نفع بخش ثابت نہ ہوگا۔ اس لئے استاذ کو چاہئے کہ اس نعمت کو طلب کرنے اور اس میں دوام کے حصول کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتا رہے۔

استاذ کو چاہئے درجہ میں کئے جانے والے درسی بیان کی تیاری کے لئے اس سبق کے بارے میں اپنی تمام معلومات کو اپنے ذہن میں یا صفحۂ قرطاس پر نکات کی صورت میں یکجا کرے پھر تقدیم وتاخیر کا خیال رکھتے ہوئے ان معلومات کو مرتب کرے۔ حلِ متن سے تعلق نہ رکھنے والی کسی بحث کو اپنے درسی بیان میں ہرگز شامل نہ کرے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ طلباء اس میں دل چسپی بھی لیں اور ان پر استاذ کے کثرتِ مطالعہ کی دھاک بھی بیٹھ جائے لیکن وہ اصل سبق سے محروم رہ جائیں اور جب امتحان قریب آجائیں تو نصاب کی عدمِ تکمیل پر پریشان حال دکھائی دیں۔

درسی بیان مرتب کرنے کے بعد اس پر نظرِ ثانی ضرور کرے۔ اگر اس میں کچھ ایسے الفاظ شامل ہوگئے ہوں جو طلباء کے لئے مشکل ہوں تو ان کی جگہ آسان الفاظ کی ترکیب بنائے۔ اسی طرح اگر سبق کی ترتیب میں نقص محسوس ہو مثلاً جو نکتہ آخر میں ہے اسے پہلے کہنا زیادہ مناسب ہو تو ترتیب ضرور درست کرلے۔ پھر اگر اس بیان کے نتیجے میں کوئی اعتراض پیدا ہوتا ہو یا سوال اٹھتا ہو تو اس کا جواب بھی ہاتھوں ہاتھ تیار کرلے تاکہ درجہ میں کسی طالب علم کے سوال کرنے پر سوچ وبچار میں صرف ہونے والا وقت بچ سکے۔

درسی بیان (تقریر) کی مشق کس طرح کرے؟

نئے مدرسین کو بالخصوص چاہئے کہ وہ درسی بیان مرتب کرنے کے بعد اسے تنہائی میں اس طرح بیان کریں کہ گویا طلباء آپ کے سامنے بیٹھے ہیں اور آپ انہیں سبق پڑھا رہے ہیں، یا اگر ہوسکے تو اپنا بیان ریکارڈ کرلے پھر اسے سنے اور اس بات پر غور کرے کہ آیا میرے اندازِ بیان سے طلباء کو سبق کے بارے میں شرحِ صدر حاصل ہوجائے گا یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں آئے تو مریضِ عُجب بننے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور اگر مذکورہ سوال کا جواب نفی میں ہو تو درسی بیان میں جہاں جہاں تقدیم وتاخیر، تطویل واطناب اور عدمِ تکمیل کی خامیاں محسوس ہوں انہیں درست کرلے۔ اس سلسلے میں تجربہ کار مدرسین اور اپنے استاذِ محترم کے اندازِ تدریس کا مشاہدہ کرنا اور ان سے گاہے بگاہے راہنمائی لیتے رہنا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ بطورِ یادداشت درسی بیان کے اہم نکات کو لکھ لینا (خصوصاً نئے مدرسین کے لئے) بے حد مفید ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ مذکورہ طریقے سے تیاری کرنے کی وجہ سے استاذ اور اس کے طلباء کی صلاحیتوں میں مثالی اضافہ ہوگا۔

درجہ میں سبق کس طرح پڑھائے؟

سبق شروع کرنے سے پہلے خطبہ مسنونہ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) پڑھے۔ پھر نبی کریم پر دُرودِ پاک

پڑھے اگر طلباء کو بھی ساتھ شامل کرلے تو بہت خوب ہے مثلاً استاذ ان صیغوں کو پڑھتا جائے اور طلباء اس کے ساتھ ساتھ کہتے جائیں،

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

عربی سبق پڑھانے کا طریقہ

عربی سبق میں طلباء کو کم از کم تین چیزیں حاصل ہونا بے حد ضروری ہیں، پہلی: عبارت کا صحیح تلفظ، دوسری: اس عبارت کا بامحاورہ ترجمہ اور تیسری: اس عبارت سے مصنف کا مقصود کیا ہے؟ الحمدللہ! درج ذیل طریقۂ تدریس کی برکت سے یہ تینوں امور بآسانی حاصل ہوسکتے ہیں۔

استاذ کو چاہیے کہ (وسعتِ وقت کی صورت میں) بلاتعیین تمام طلباء سے عبارت پڑھوائے۔ اگر طالب العلم عبارت میں پڑھنے میں غلطی کرے تو اس کی (مع دلیل) اصلاح کردے تاکہ طالب العلم قلبی طور پر بھی مطمئن ہوجائے اور آئندہ ایسی غلطی نہ کرے۔ اگر وقت میسّر ہو تو (خصوصاً ثانیہ وثالثہ وغیرہ کے درجات میں) عبارت پر نحوی وصرفی اعتبار سے مختلف طلباء سے سوالات بھی کرلے مثلاً باعَ کون سے صیغہ ہے، یا آپ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھتے وقت اسم جلالت (اللّٰہ) پر کسرہ کیوں پڑھا، یا سُئِلَھَا میں ھَا ضمیر کا مرجع کون ہے؟ وغیرھا...... لیکن اس سلسلے کو زیادہ طویل نہ کرے کہ طلباء بوریت کا شکار ہوسکتے ہیں نیز اصل سبق رہ جانے کا بھی قوی امکان ہوتا ہے۔

جہاں ایک بات مکمل ہوجائے وہاں عبارت پڑھنے والے طالب العلم کو روک دے اور دوسرے طالب العلم سے ترجمہ کروائے پھر اس عبارت کا مفہوم طلباء کے سامنے بیان کرے۔ اگر سبق میں کوئی اصطلاح استعمال کی گئی ہو یا کسی اعتراض مقدر کا جواب دیا گیا ہو یا کوئی لفظ مقدر (پوشیدہ یا محذوف) ہو تو اس کی وضاحت بھی کردے۔ دورانِ بیان اتنی آواز سے بولے کہ سب طلباء سن لیں اور الفاظ کی ادائیگی کی رفتار بھی مناسب رکھے اتنی تیزی سے نہ بولے کہ طلباء کی سماعت اس کی آواز کا ''تعاقب'' کرنے میں ناکام رہے۔

اس کے بعد اگر ضرورت محسوس ہو تو طلباء کو ضروری بات بطورِ حاشیہ لکھوادے یا اس عبارت پر دیا گیا عربی حاشیہ سمجھادے۔ اس کے بعد اس عبارت کا خود ترجمہ کرے اور کسی دوسرے طالب العلم سے اگلی عبارت پڑھوائے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ طلباء کی اکثریت کو عبارت پڑھنے یا اس کا ترجمہ کرنے کا موقع میسّر آئے گا جس سے ان کا عربی تلفظ بہتر ہوگا۔ جہاں کوئی بات پوری ہوجائے وہاں سابقہ عمل دہرائے۔

جب مقررہ سبق پورا ہوجائے تو طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق پورے سبق کی وضاحت ایک ساتھ بیان کردے۔ اس سلسلے میں تختہ سیاہ کے استعمال میں ہرگز سستی نہ کرے اور ہوسکے تو سبق کا نقشہ بنا کر اور اپنی طرف سے مختلف مثالیں دے کر سمجھائے کہ اس طرح طلباء کو سبق جلدی سمجھ آجاتا ہے۔ اس دوران غیر ضروری ابحاث وتفاصیل میں پڑنے سے گریز

کرے کہ اس طرح طلباء کا ذہن منتشر ہو جاتا ہے اور وہ اصل سبق اور زائد تفصیل میں امتیاز نہیں کر پاتے اور دوسرے دن سبق سنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ آخر میں اس وضاحت کو عبارت پر منطبق کرے اور (وقت میسر ہونے کی صورت میں) طلباء کو اس سبق پر غور کرنے کے لئے مختصر وقفہ ضرور دے کہ انہیں پڑھایا گیا سبق مکمل سمجھ آ گیا ہے یا نہیں؟ آپ اس طریقہ کار کی برکات کچھ ہی عرصہ میں کھلی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیں گے۔ (ان شاء اللہ عزوجل)

اُردو سبق پڑھانے کا طریقہ:

اگر سبق اردو میں ہو تو کسی طالب العلم سے بلند آواز میں سبق پڑھوائے، جہاں ایک بات مکمل ہو جائے۔ پھر نپے تلے الفاظ میں اس کا مفہوم مناسب رفتار کے ساتھ طلباء کے سامنے بیان کرے، اگر سبق میں کوئی اصطلاح استعمال کی گئی ہو تو اس کی وضاحت بھی کر دے پھر اگر ضرورت محسوس ہو تو طلباء کو ضروری بات بطورِ حاشیہ لکھوا دے اس کے بعد اگلی اردو عبارت پڑھوائے۔ جہاں کوئی بات پوری ہو جائے وہاں سابقہ عمل دہرائے۔ جب مقررہ سبق پورا ہو جائے تو طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق پورے سبق کی وضاحت ایک ساتھ بیان کرے۔ اس سلسلے میں تختہ سیاہ کے استعمال میں ہرگز سستی نہ کرے اور ہو سکے تو سبق کا نقشہ بنا کر اور اپنی طرف سے مختلف مثالیں دے کر سمجھائے کہ اس طرح طلباء کو سبق جلدی سمجھ آ جاتا ہے۔ اس دوران غیر ضروری ابحاث و تفاصیل میں پڑنے سے گریز کرے اس طرح طلباء کا ذہن منتشر ہو جاتا ہے اور وہ اصل سبق اور زائد تفصیل میں امتیاز نہیں کر پاتے اور دوسرے دن سبق سنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ آخر میں اس وضاحت کو عبارت پر منطبق کرے اور طلباء کو اس سبق پر غور کرنے اور (خصوصاً ابتدائی درجات کے طلباء کو) اسے اپنی زبان پر رواں کرنے کے لئے مختصر وقفہ ضرور دے کہ انہیں پڑھایا گیا سبق مکمل سمجھ آ گیا ہے یا نہیں؟

طلباء کے سوالات کے جوابات کس طرح دے؟

جب طلباء سبق پر غور کر چکیں تو انہیں شفقت بھرے انداز میں سوالات کرنے کی پیش کش کرے۔ اب کوئی طالب العلم سوال کرے تو اس کی بات کو غور سے سنے۔ اگر وہ اپنا مافی الضمیر ٹھیک سے بیان نہ کر پائے تو اسے شرمندہ کرنے اور سخت وست کہنے کی بجائے خود اس سوال کو مرتب کر کے اس کا جواب طلباء کے سامنے پیش کرے اور اگر کسی سوال کا جواب نہ آتا ہو تو بات گھمانے یا غلط جواب دینے کی بجائے دوسرے دن جواب دینے کا وعدہ کر لے۔ اگر کوئی طالب العلم سبق سے ہٹ کر سوال کر دے تو اسے جھاڑنے کی بجائے نرمی سے سوال کرنے کے آداب سمجھا دے۔ سوال کرنے کے چند آداب ملاحظہ ہوں،

(۱) مدرس کے درسی بیان کے دوران سوال نہ کرے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کی بات کا جواب آگے آ رہا ہو۔

(۲) سوال سبق سے ہٹ کر نہ ہو۔

(۳) وہ سوال دیگر طلباء کی ذہنی سطح کے مطابق ہو بصورتِ دیگر تعلیمی اوقات کے بعد استاذ سے دریافت کر لے۔

(۴) وہ سوال استاذ کا امتحان لینے کے لئے نہ ہو۔ (لیکن اس کی شناخت بے حد مشکل کام ہے کیونکہ یہ قلبی معاملہ

ہے،لہذا کسی طالب العلم کو یہ مت کہیں کہ تم میرا امتحان لے رہے ہو؟)

طلباء کو کتنا ہوم ورک دے ؟

استاذ کو چاہئے کہ طلباء کو مناسب ہوم ورک دے۔اس سلسلے میں دیگر اسباق کو مدِ نظر رکھنا بے حد ضروری ہے کہ طلباء کو ان اسباق کا بھی ہوم ورک کرنا ہوگا۔علاوہ ازیں طلباء کو ان کی استعداد کے مطابق ہوم ورک دے مثلاً جن طلباء نے ابھی نحو کے بنیادی قواعد بھی نہ پڑھے ہوں انہیں عربی عبارت کی نحوی ترکیب کرنے کا کام دینا بے فائدہ ہے کیونکہ ایسی صورت حال میں طلباء بڑے درجے کے طلباء یا دیگر اساتذہ سے ترکیب پوچھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔یوں طلباء دیا گیا کام کسی سے پوچھ کر لکھ لاتے ہیں اور سزا سے بھی بچ جاتے ہیں لیکن اس سے ان کی صلاحیتوں میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ استاذ محض ہوم ورک دینے پر ہی اکتفانہ کرے بلکہ اسے دوسرے دن چیک بھی کرے ورنہ طلباء اس کا دیا ہوا ہوم ورک کرنا چھوڑ دیں گے۔

طلبا سے سبق سننے کا انداز کیسا ہو؟

طلباء استاذ کے پڑھائے ہوئے سبق سے کماحقہ اسی وقت مستفید ہوسکتے ہیں جب وہ اس سبق کو تکرار کے حلقے میں دہرائیں اور یاد کر کے دوسرے دن استاذ کو سنائیں۔اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ استاذ کو معلوم ہوجائے گا کہ طلباء نے کیا سمجھا اور کیا نہیں سمجھا؟ یوں وہ ان کی کمزوریوں کو دور کرسکتا ہے۔

دوسرے دن طلباء کا سبق دو طرح سے سنا جاسکتا ہے......

(1) طلبا سے کسی مقام سے عبارت پڑھوائے ،اس کا ترجمہ سنے پھر انہیں اس عبارت کا مطلب اپنے الفاظ میں بیان کرنے کا کہے۔

(2) طلباء سے سبق سے متعلق زبانی سوالات کرے (یہ طریقہ عموماً غیر عربی اسباق میں زیادہ استعمال ہوتا ہے)۔

ممکن ہو تو ہر طالب علم کا سبق خود سنے ورنہ چند طلباء کا سبق خود سنے پھر تمام طلباء کو ایک دوسرے کا سبق سننے کی ہدایت کرے۔جو طالب علم بہترین انداز میں سبق سنائے اس کی حوصلہ افزائی کرے جو ناکام رہے اسے تسلی دے کر محنت کرنے کی ترغیب دے۔

طلبا کو سزا کس طرح دے ؟

اگر کوئی طالب العلم سبق سنانے میں ناکام رہتا ہے تو اسے فوراً جھاڑنے یا کوئی سزا دینے کی بجائے مناسب لہجے میں اس سے وضاحت طلب کرے۔اگر ناکامی میں طالب العلم کی سستی کو دخل ہو تو اسے تنبیہ کرے۔پھر بھی کوئی نتیجہ نہ نکلے تو شرعی اجازت کے تحت ہی سزا دے،اس اجازت سے ہرگز تجاوز نہ کرے کہ آخرت میں حق العبد میں گرفتار ہونے کا پورا پورا امکان ہے۔استاذ اپنے شاگرد کو جسمانی طور پر کتنی سزا دے سکتا ہے اس کے لئے ذیل میں دیا گیا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الصلٰوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ۷۸۶ ۹۲ مدینہ وعلی الک و اصحبک یا حبیب اللہ

دارالافتاء اہلسنت

ٹرسٹ رجسٹرڈ

جامع مسجد کنزالایمان، بابری چوک، گرومندر، کراچی۔74800 پاکستان

E-Mail :ahlaysunnat@cyber.net.pk Fax4855174

Phone:4855174,4911779

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ استاذ شاگرد کوتادیب کے لئے جسمانی سزا دے سکتا ہے یا نہیں اگر دے سکتا ہے تو کتنی؟ نیز طریقہ بھی ارشاد فرمادیجیے؟ سائل: مدرس جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

استاذ شاگرد کوتادیباً بقدرِ حاجت سزا دے سکتا ہے لیکن یہ سزا ہاتھ سے دے اور ایک وقت میں تین ضربوں سے زیادہ نہ مارے نیز چہرے پر مارنے کی ممانعت ہے، رحمتِ عالَم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے مدرسہ کے معلم سے فرمایا: ''ایاک ان تضرب فوق الثلث فانک اذا ضربت فوق الثلث اقتص اللہ منک۔'' یعنی تین مرتبہ سے زیادہ ضربیں لگانے سے پرہیز کرو اگر تین مرتبہ سے زیادہ سزا دی تو اللہ تعالٰی تم سے بدلہ لے گا۔ (احکام الصغار بحوالہ فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۶۵۲ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور) خاتم المحققین حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ھیں: ''لایجوز ضرب ولد الحر بامر ابیہ، اماالمعلم فلہ ضربہ لان المامور یضربہ نیا بۃ عن الاب لمصلحتہ وقید ہ الطرسوسی بان یکون بغیر آلۃ جارحۃ، بان لا یزید علی ثلاث ضربات'' (ردالمحتار ج ۹ ص ۶۱۶ مکتبہ امدادیہ ملتان) یعنی ایک آزاد بچے کو باپ کی اجازت سے مارنا جائز نہیں لیکن استاذ تعلیمی مصلحت کے تحت مار سکتا ہے کیونکہ وہ بچے کو مارنے میں باپ کا نائب ہے امام طرسوسی علیہ رحمۃ القوی نے قید لگائی ہے کہ یہ مارنا زخمی کرنے والے آلہ سے نہ ہو یعنی ہاتھ سے ہو اور تین ضربوں سے زیادہ بھی نہ ہو ،سیدی اعلٰی حضرت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''ضرورت پیش آنے پر بقدرِ حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلاتفریق اجرت وعدمِ اجرت استاذ کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز ہے مگر یہ سزا لکڑی ڈنڈے وغیرہ سے نہیں بلکہ ہاتھ سے ہونی چاہیے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہ ہونے پائے۔'' (فتاوٰی رضویہ ج ۲۳ ص ۶۵۲ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور) سیدی امیرِ اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت

علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: '' انسان ہو یا جانور بطورِ سزا بھی کسی کو سر یا چہرے پر مارنے کی شرعاً اجازت نہیں بہار شریعت حصہ ۱۶ میں ہے، ''بلاوجہ جانور کو نہ مارے اور سر یا چہرے پر تو کسی حالت میں بھی ہرگز نہ مارے کہ یہ بالاجماع ناجائز ہے۔'' (ملفوظاتِ عطاریہ قسط ۹ ص ۳۲ مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی)

واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح — کتبہ

محمد نعیم العطاری المدنی — محمد شاہد العطاری المدنی

۱۵ ذیقعدۃ الحرام ۱۴۲۶ھ ۱۷ دسمبر ۲۰۰۵ء

﴿یاد رہے کہ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کے زیرِ انتظام جامعات بنام ''جامعۃ المدینہ'' کے کسی استاذ یا ناظم صاحب وغیرہ کو مجلس جامعات المدینہ کی طرف سے ڈنڈی تو درکنار ہاتھ سے بھی سزا دینے کی اجازت نہیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ سزا دینے والا شرعی اجازت سے تجاوز کر جائے جس کے نتیجے میں مضروب کے اہلِ خانہ اور دیگر لوگ اس مَدَنی ماحول سے بدظن ہو جائیں۔ لہٰذا! راہِ سلامت یہی ہے کہ ہاتھ سے سزا دینے کی بجائے کوئی دوسرے سزا دی جائے مثلاً اسے کھڑا کر دیا جائے یا ہاتھ اوپر اٹھوا دیئے جائیں یا زبانی سرزنش پر اکتفاء کر لیا جائے، الغرض طالب العلم کے حسبِ حال سلوک کیا جائے۔﴾

طلباء کا امتحان (Test) کس طرح لے؟

استاذ کو چاہیے کہ روزانہ سبق سننے کے ساتھ ساتھ سبق کا ایک باب مکمل ہو جانے پر یا ہر ہفتے طلباء کا تحریری یا زبانی امتحان ضرور لیتا رہے تاکہ طلباء کی صلاحیتیں کھل کر سامنے آسکیں۔ پھر طلباء کی غلطیوں کی نشان دہی کرے اور انہیں اپنا معیار بلند کرنے کے لئے تجاویز دے۔ نمایاں کارکردگی دکھانے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کرے۔ ہفتہ وار ٹیسٹ کی برکت سے طلباء کو ادارے کی طرف سے ہونے والے سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ امتحان میں خاص دقت محسوس نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ (امتحانات کی تیاری کے سلسلہ میں مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب ''امتحانات کی تیاری کس طرح کریں؟'' کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔)

استاذ اور طلباء کے تعلقات کیسے ہوں؟

استاذ اور طالب العلم کا رشتہ انتہائی مقدس ہوتا ہے۔ لہٰذا استاذ کو چاہیے کہ اپنے طلباء کی بہتر تربیت کے لئے درج ذیل امور پیشِ نظر رکھے......

(1) طلبہ کو اپنی اولاد کی مثل جانے

استاذ روحانی باپ کا درجہ رکھتا ہے لہٰذا! اسے چاہیے کہ طلباء پر اسی طرح شفقت کرے جس طرح کوئی باپ اپنی حقیقی اولاد پر کرتا ہے۔ امام اہلسنت مجدِدِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنے طلبہ پر کس قدر شفیق تھے اس کی

ایک جھلک ملاحظہ ہو

مولانا سید ایوب علی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ محلّہ قرولان کے ایک مسلمان سوہن حلوہ فروخت کیا کرتے تھے۔ان سے حضور نے کچھ سوہن حلوہ خرید لیا۔جب میں اور برادرم قناعت علی رات کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا: وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں بندھی ہوئی چیز اٹھا لائے۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے، میں پیچھے ہٹا، حضور آگے بڑھے، میں اور پیچھے ہٹا، اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان (یعنی صحن) کے گوشہ میں پہنچ گیا۔

حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی۔میں نے کہا: ''حضور یہ کیا؟'' ارشاد فرمایا: ''سوہن حلوہ ہے۔'' میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کئے عرض کیا: ''حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے۔'' فرمایا: ''شرم کی کیا بات ہے؟ جیسے مصطفیٰ (یعنی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے شہزادے حضور مفتی اعظم ہند) ویسے تم، سب بچوں کو حصہ دیا گیا، آپ دونوں کے لیے بھی میں نے دو حصے رکھ لیے۔'' یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے آگے بڑھ کر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور دست بستہ عرض کیا: ''حضور میں نے یہ جسارت اس لیے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر بچے اسی طرح لے لیا کرتے ہیں۔'' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تبسم فرمایا۔اس کے بعد ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان سے چلے آئے۔حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا اور ہم نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔(حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۰۹)

(2) ان کی ناکامی پر رنجیدہ اور کامیابی پر اظہارِ مسرت

اگر کوئی طالب العلم سبق سنانے میں یا امتحان وغیرہ میں ناکامی سے دوچار ہو تو اس کی ناکامی پر رنجیدہ ہو اور اس کی ڈھارس بندھائے اور اسے ناکامی سے پیچھا چھڑانے کے لئے مفید مشورے دے۔اور اگر کسی طالب العلم کو کوئی کامیابی نصیب ہو تو اس کی حوصلہ افزائی کرے بلکہ ممکن ہو تو کوئی تحفہ بھی دے اور اس کی مزید کامیابیوں کے حصول کے لئے دعا کرے۔

(3) بیمار ہونے پر عیادت

اگر کوئی طالب العلم (بالخصوص مقیم طالب العلم) بیمار ہو جائے تو سنت کے مطابق اس کی عیادت کرے اور بیمار کی عیادت کرنے کا ثواب لوٹے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا ''جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔'' (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۹۷۱، ج ۲، ص ۲۹۰)

(4) طلباء کی غم خواری

اگر کسی طالب العلم کے ساتھ کوئی سانحہ پیش آجائے مثلاً اس کے حقیقی والد یا کسی عزیز کی وفات ہو جائے یا گھر والوں کی

طرف سے اس کی دل آزاری کی گئی ہو یا اس کا مالی نقصان ہو گیا ہو تو اس کی غم خواری کرے اور حدیثِ پاک میں بیان کردہ ثواب حاصل کرے جیسا کہ حضرتِ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "جو کسی غم زدہ شخص سے تعزیت (یعنی اس کی غم خواری) کرے گا اللہ عزوجل اسے تقوی کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے گا اللہ عزوجل اسے جنت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت دنیا بھی نہیں ہوسکتی۔" (المعجم الاوسط ج۶ ص۴۲۹ رقم ۹۲۹۲)

(5) طلباء کے مسائل کے حل میں معاونت

اگر کسی طالبُ العلم کو کوئی پریشانی لاحق ہو مثلاً اس کے پاس کتابیں خریدنے کے لئے رقم نہ ہو تو اسے کتابیں دلوانے میں حتی المقدور اپنا کردار ادا کرے۔ اسی طرح اگر کسی طالب العلم کی سماعت یا بصارت کمزور ہے تو اسے اگلی نشستوں پر بٹھالے۔

(6) تشویقِ علم

استاذ کو چاہئیے کہ وقتاً فوقتاً طالب العلم کے شوقِ علم کو ابھارتا رہے تاکہ اس کا جذبۂ حصولِ علم سرد نہ پڑ جائے۔ اس سلسلے میں درجہ میں علم کے فضائل اور اسلاف کے واقعات سنانا بے حد مفید ہے۔

(7) استقامت کی ترغیب

عموماً دیکھا گیا ہے کہ حصولِ علمِ دین کے لئے آنے والے طلباء کی بہت بڑی تعداد استقامت سے محروم رہتی ہے اور اکثر طلباء اپنی تعلیم (خصوصاً ابتدائی درجات میں) ادھوری چھوڑ کر اپنے علاقوں میں چلے جاتے ہیں اور دیگر کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے استاذ کو چاہیے کہ اپنے (بالخصوص ابتدائی درجے کے) طلباء کو استقامت کے فوائد، عدمِ استقامت کے نقصانات، استقامت کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کا بیان کرے اور انہیں دور کرنے کا طریقہ بتائے اور طلباء کو استقامت کے ساتھ حصولِ علم کی ترغیب دے۔

(8) فکرِ آخرت

فکرِ آخرت سے غفلت باعثِ ہلاکت ہے لہٰذا استاذ گاہے بگاہے طلباء کو فکرِ آخرت کی بھی ترغیب دِلاتا رہے اور انہیں اپنے ہر ہر فعل کا محاسبہ کرنے کا ذہن دے۔ (اس سلسلے میں امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ کے رسالہ "میں سدھرنا چاہتا ہوں" اور مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کی جانے والی کتاب "فکرِ مدینہ مع ۴۱ حکایاتِ عطاریہ" کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔)

(9) اندازِ تخاطب

استاذ کو چاہئے کہ طلباء کو مخاطب کرتے وقت تُو تڑاق سے بچے بلکہ احترامِ مسلم کو ملحوظ خاطر رکھے اور انہیں پیار بھرے لہجے میں آپ جناب سے مخاطب کرنے کی کوشش کرے۔ ابے تبے اور حاکمانہ انداز سے مخاطب کرنے پر ہوسکتا ہے کہ طلباء آپ کے سامنے دبک کر کھڑے تو ہو جائیں لیکن ان کے دل میں آپ کے لئے وہ عزت قائم نہ رہے جو ایک استاذ کے لئے ہونی چاہئیے۔

(10) نام نہ بگاڑیے

استاذ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ طلباء کے لئے سند کا درجہ رکھتا ہے۔اس لئے استاذ کو چاہئیے کہ مذاق میں بھی کسی کا غلط سلط نام نہ رکھے مثلاً موٹو، گنجا، بلڈوزر، ڈاکٹر وغیرہ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ مذکورہ طالب العلم آپ کے سامنے مسکرانا بھی شروع کردے لیکن یہ مسکراہٹ خوشی کی نہ ہو بلکہ وہ اپنی جھینپ مٹانے کے لئے مسکرا رہا ہو۔ بالفرض اگر کوئی طالب علم آپ کے منہ سے اپنے لئے کوئی ایسا ویسا نام سن کر خوش ہو بھی جائے مگر جب اس کے ہم درجہ طلباء اس کے لئے وہی نام استعمال کریں تو اسے برا محسوس ہو۔اس لئے راہِ سلامت یہی ہے کہ طلباء کو ان کے اصل نام سے ہی پکارا جائے۔

(11) سچ بولیے

استاذ کو چاہئے کہ طلباء کے سامنے بالخصوص اور دیگر مسلمانوں کے سامنے بالعموم سچ ہی بولے۔اگر استاذ طلباء سے جھوٹ بولے گا تو ان کا اعتماد مجروح ہوگا اور وہ اس سے متنفر ہو کر علمِ دین سے ہی دور ہو سکتے ہیں۔

(12) ذاتی خدمت

استاذ کو چاہئیے کہ بلا ضرورت کسی بھی طالب العلم سے کسی طرح کی ذاتی خدمت نہ لے مثلاً کپڑے دھلوانا، گھر کا سودا سلف منگوانا وغیرہ۔ ہاں اگر کوئی طالب العلم آپ کے علم میں لائے بغیر یا آپ کے مطالبے کے بغیر آپ کا کوئی کام کر ڈالے تو حرج نہیں لیکن آئندہ کے لئے اسے منع کر دینا ہی بہتر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس نے یہ کام وقتی جذبہ کے تحت کیا ہو۔

(13) حوصلہ افزائی اور سزا حسبِ مراتب

طلباء اپنی عمر، ذہانت، شوق اور قلبی لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔لہذا! استاذ کو چاہئیے کہ طلباء کی حوصلہ افزائی کرنے یا انہیں سزا دینے کے لئے ایک ہی معیار مقرر نہ کرلے بلکہ طالب علم کے حسبِ حال سلوک کرے مثلاً اگر کوئی طالب علم فقط شاباش کہنے سے خوش ہو جاتا ہے تو اسی پر اکتفاء کرے اس کی بہت زیادہ تعریف نہ کرے، اسی طرح اگر کوئی طالب علم ہلکی ڈانٹ سے ہی سنبھل جاتا ہے تو اسے سخت سزا دینے کی ضرورت نہیں ہے، علیٰ ھذا القیاس۔

(14) ان کی صلاحیتوں کو نکھارنا

استاذ کو چاہئے کہ بالخصوص آخری درجات (یعنی سادسہ، سابعہ اور دورۂ حدیث) میں طلباء کو اپنی صلاحیتیں مفید اُمور میں استعمال کرنے کی ترغیب دے پھر جس طالب العلم میں تحریر کی صلاحیت غالب دیکھے اسے تحریر کی مشق کروائے، جس میں تدریس کی صلاحیت غالب دیکھے اسے تدریس کے اسرار و رموز سے آگاہ کرے، اسی طرح جس کا ترجمہ اچھا ہو اسے اکابرین کی کتب کا ترجمہ کرنے کی تربیت دے، علیٰ ھذا القیاس۔

(15) غیبتوں اور چغلیوں کا بازار

ایسے طلباء کو ہرگز اپنے قریب نہ آنے دے جو اس کے پاس بیٹھ کر غیبتوں اور چغلیوں کا بازار گرم کرنا شروع کردیں۔ بلکہ

ایسے طلباء کی احسن انداز میں اصلاح فرمادے۔

(16) جاسوسی کا جال بچھانا

کسی بھی طالب العلم کو دوسرے طلباء یا اساتذہ یا انتظامیہ کے کسی فرد کی جاسوسی پر بلااجازتِ شرعی مامور کرکے اپنی آخرت کو داؤ پر نہ لگائے۔

(17) دیگر اساتذہ کی خامیوں کا چرچا کرنا

کسی بھی استاذ خواہ وہ اس سے جونیئر (یعنی کم تجربہ کار) ہی کیوں نہ ہو، کے اندازِ تدریس کے ناقص ہونے یا دیگر خامیوں کا تذکرہ ہرگز ہرگز طلباء بلکہ کسی کے سامنے بھی نہ کرے کیونکہ اس سے فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے اور جامعہ کا معیارِ تعلیم تنزلی کا شکار ہوجاتا ہے۔اس لئے جب بھی دیگر اساتذہ کا ذکر کرے تو بھلائی کے ساتھ ہی کرے۔

(18) کسی طالب العلم کا احسان لینا

کسی بھی طالب العلم سے کسی قسم کا احسان بصورت قرض یا عاریت وغیرہ نہ لیں کیونکہ مشہور عربی مقولہ ہے، ''الاحسان یقطع اللسان یعنی احسان زبان کو روک دیتا ہے۔''لہذا! جب آپ اس سے احسان لے چکے ہوں گے تو کسی غلطی پر اس کی اصلاح کرنے میں جھجک کا سامنا ہوگا۔

(19) ذاتی معاملات میں دخل نہ دیں

کسی طالب العلم کے ذاتی یا گھریلو معاملات میں بالکل دخل نہ دیں۔کیونکہ ایسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ وہ مروتاً خاموش رہے لیکن اسے آپ کی دخل اندازی شدید ناگوار گزرے۔ہاں اگر وہ خود آپ سے کوئی مشورہ طلب کرے تو محتاط مشورہ دینے میں حرج نہیں۔

(20)یکساں تعلقات

استاذ کو چاہیے کہ تمام طلباء سے یکساں سلوک کرے۔ایسا نہ ہو کہ چند ایک کو ہی اپنا منظورِ نظر بنالے کیونکہ اس سے دیگر طلباء کا احساس کمتری میں مبتلاء ہونے کا قوی احتمال ہے۔اور یہ بھی نہ ہو کہ کسی طالب العلم کو مسلسل اپنی تنقید کا نشانہ بناتا رہے جس کی وجہ سے وہ طالب العلم اس جامعہ سے راہِ فرار اختیار کرلے۔

(21) آزمائشوں کا تذکرہ

کبھی بھی طلباء کے سامنے خود پر آنے والی آزمائشوں کا تذکرہ نہ کرے چاہے ان آزمائشوں کا تعلق انتظامیہ سے ہو یا مالی حالات سے، علی ھذا القیاس۔اگر کبھی طلباء کی طرف سے تکلیف پہنچ جائے مثلاً وہ انتظامیہ سے سبق سمجھ نہ آنے کی شکایت کردیں تو سیخ پا ہونے کی بجائے شکایت درست ہونے کی صورت میں اپنی اصلاح کرے اور غلط ہونے کی صورت میں ان کی نادانی کو معاف کردے اور حسبِ سابق ان پر شفقت کرتا رہے۔منقول ہے کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے وضو فرمارہے تھے،انہوں نے ایک کیڑے کو دریا میں ڈوبتے ہوئے دیکھا تو اسے پکڑ کر باہر نکال دیا۔انہوں نے جونہی کیڑے کو پکڑا تو اس نے ڈنک ماردیا اور دوبارہ پانی میں گر گیا۔انہیں پھر اس پر ترس آیا۔انہوں نے پھر کیڑے کو

باہر نکال دیا۔اس مرتبہ بھی کیڑے نے ڈنک مارا۔اس طرح کیڑا بار بار پانی میں گرتا رہا اور وہ بزرگ اسے نکالتے رہے ۔کسی نے ان سے کہا:''آپ کیڑے کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ ہر مرتبہ آپ کو ڈنک مارتا ہے، اسے ڈوبنے دیں۔اس بزرگ نے جواب دیا،''اگر کیڑا اپنی بری عادت نہیں چھوڑ سکتا تو میں اپنی نیک عادت کیوں چھوڑوں۔

(22) علم پر عمل کرنے کا جذبہ

طلباء کو علم پر عمل کرنے کا جذبہ دلاتا رہے۔اس سلسلے میں امیرِ اہل سنت ، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرنا بے حد مفید ہے۔ان شاء اللہ ، اس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد آپ کا دل گواہی دے گا کہ یہ خود احتسابی کا ایک جامع اور خود کار نظام ہے جس کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہوجاتی ہیں اور اس کی برکت سے باجماعت نماز پڑھنے پر استقامت پانے ، پابندِ سنت بننے ، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بنتا ہے۔ ان انعامات پر عمل کرنے میں آسانی کے لئے مکتبۃ المدینہ کے شائع کردہ رسالے ''مدنی تحفہ'' اور'' گلدستہ مدنی انعامات'' کا مطالعہ نفع بخش ہے۔استاذ کو چاہئے کہ نہ صرف طلباء کو اس کارڈ کے پُر کرنے کی وقتاً فوقتاً ترغیب دیتا رہے بلکہ خود بھی ان مدنی انعامات پر عمل کرے اور روزانہ اس کارڈ کو پر کرتا رہے۔جب طلباء کو اپنے استاذ صاحب مدنی انعامات کا کارڈ پُر کرتے ہوئے دکھائی دیں گے تو وہ بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں گے۔ہر مدنی ماہ (یعنی قمری مہینے) کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر جامعہ میں کارڈ جمع کرکے اپنے علاقے میں دعوتِ اسلامی کے ذمہ دار اسلامی بھائی کو جمع کروانے کا معمول بنالے۔

(23) علمِ دین کو پھیلانے کا ذہن

اپنے طلباء کو اشاعتِ علمِ دین کا ذہن دیتا رہے تاکہ قریہ قریہ نگر نگر علم کے کثیر چراغ روشن ہوں اور جہالت کے اندھیرے دور ہوجائیں۔ان کے جذبات کو تقویت دینے کے لئے راہِ خدا میں سفر کی ترغیب دے تاکہ وہ معاشرے کے ابتر حالات اور پھیلی ہوئی جہالت کو خود ملاحظہ کریں اور اس مدنی مقصد کو اپنالیں کہ ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے، ان شاء اللہ عزوجل۔''

الحمدللہ! دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلے 3 دن ، 12 دن ، 30 دن اور 12 ماہ کے لئے راہِ خدا میں سفر کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ان مدنی قافلوں کی برکت سے ہمیں اپنے طرزِ زندگی پر دیانت دارنہ غور وفکر کا موقع میسر آئے گا اور اپنی آخرت کو بہتر سے بہتر بنانے کی خواہش دل میں پیدا ہوگی ، جس کے نتیجے میں اب تک کئے جانے والے گناہوں کے ارتکاب پر ندامت محسوس ہوگی اور توبہ کی توفیق ملے گی۔

ان قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں فضول گوئی کی جگہ زبان سے درودِ پاک جاری ہوجائے گا، یہ تلاوت قرآن ،حمدِ الٰہی اور نعتِ رسول اکی عادی بن جائے گی ، دنیا کی محبت سے ڈوبا ہوا دل آخرت کی بہتری کے لئے بے چین ہوجائے گا، ہمارا وُجود اپنے پیارے آقا اکی سنتوں کا آئینہ دار بن جائے گا، اسلافِ کرام رحمہم اللہ کی راہِ خدا عزوجل میں

دی جانے والی قربانیوں کا احساس ہوگا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت نصیب ہوگی، مکۃ المکرّمہ ومدینۃ المنورہ کے مقدس سفر کی تڑپ ملے گی، اپنے وقت کو بے فائدہ کاموں میں صرف کرنے کی بجائے خدمتِ دین میں صرف کرنے اور علمِ دین کو پھیلانے کا شعور نصیب ہوگا اور ان سب امور کی بدولت جامعہ ومدرسہ کے ماحول کو پاکیزگی کے چار چاند لگ جائیں گے۔ان شاء اللہ عزوجل

دیگر اساتذہ سے کیسے تعلقات رکھے؟

دوسرے اساتذہ کا دل سے احترام کرے اور کسی استاذ کو اس کی کم علمی یا قلتِ تجربہ کی بنا پر حقیر نہ جانے۔ان کے اندازِ تدریس پر ''تبصرے'' نہ کرے۔ان کے معاملات میں خوامخواہ دخل اندازی نہ کرے۔حسبِ استطاعت ان کی خیرخواہی کرے۔اگر انہیں پریشان دیکھے تو ان سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے تعاون کی پیش کش بھی کرے۔ان کے منصب کی عظمت کا صدقِ دل سے قدردان رہے۔ان کی تعریف وتوصیف ہونے کی صورت میں مریضِ حسد نہ بنے۔اگر کسی استاذ سے کوئی شکایت ہو تو ''جابجا چرچا کرنے کی بجائے'' براہِ راست اسی سے رجوع کرنا مفید ہے۔

انتظامیہ سے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟

جامعات کو چلانے میں انتظامیہ کلیدی حیثیت کی حامل ہے۔استاذ کو چاہئیے کہ ان کی خدمات کا معترف رہے اور ان کی کوتاہیوں پر سرِ عام تنقید کرکے انتشار نہ پھیلائے۔ان کے معاملات میں بے جا داخلت نہ کرے اور ان کی طرف سے جو ہدایات جاری کی جائیں تو کوئی شرعی قباحت نہ ہونے کی صورت میں ان پر ضرور عمل کرے۔''یک در گیر محکم گیر'' پر عمل کرتے ہوئے ایک ہی جامعہ سے وابستہ رہنے کی کوشش کرے، اچھے مشاہرہ یا سہولیات کی فراوانی کی وجہ سے کبھی بھی جامعہ تبدیل نہ کرے۔جب جامعہ میں امتحانات اور ان کے نتائج مرتب کرنے کا سلسلہ ہو تو حتی الامکان اپنی خدمات وقتِ اجارہ کے بعد بھی پیش کردے۔اسی طرح جامعہ میں ہونے والی تقریبات کے سلسلے میں انتظامیہ سے بھرپور تعاون کرے۔بلا حاجتِ شدیدہ کبھی چھٹی نہ کرے اور نہ ہی مدرسہ میں تاخیر سے پہنچنے کی عادت بنائے کہ اس سے طلباء کی پڑھائی کا حرج ہونے کے ساتھ ساتھ انتظامیہ بھی تشویش میں مبتلاء ہوجاتی ہے۔اس سلسلے میں حضرت صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کا طرزِ عمل ملاحظہ ہو

''آپ علیہ الرحمۃ اپنے فرائض منصبی میں انتہائی مخلص اور محنتی تھے۔آپ وقت سے پہلے مدرسہ پہنچتے اور چھٹی ہونے کے بعد تک درس جاری رکھتے۔طبیعت کتنی ہی خراب ہوتی کبھی درس کا ناغہ گوارہ نہ کرتے۔طلبہ آپ کی طبیعت کی ناسازی دیکھ کر نہ پڑھانے کی درخوست کرتے مگر آپ اسے قبول نہ فرماتے۔آپ کہا کرتے تھے کہ ناغہ کرنے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔حال یہ تھا کہ جمعہ کے دن بھی صبح گیارہ بجے تک گھر پر درس دیا کرتے تھے۔(سیرت صدرالشریعہ،ص۵۹)

بلکہ استاذ کو چاہئیے کہ اگر کبھی کسی وجہ سے سبق کا ناغہ ہوجائے تو اس پر ملول ہو۔اپنے سبق کا ناغہ ہونے جانے پر رنجیدہ ہونے والوں پر سرکارِ مدینہ اکیسا کرم فرماتے ہیں اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو،

''حضرت سیدنا شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ (ان کا مزار پرانوار احمد آباد، ہند میں ہے) بہت بڑے عالم دین اور پائے کے ولی اللہ

تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی لگن کے ساتھ علمِ دین کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ایک بار آپ بیمار ہو کر صاحبِ فراش ہو گئے جس کی وجہ سے سبق پڑھانے کا ناغہ ہو گیا۔آپ کو اس کا بے حد افسوس تھا۔تقریباً چالیس دن کے بعد آپ صحت یاب ہوئے اور مدرسے میں تشریف لا کر حسبِ معمول اپنے تخت پر تشریف فرما ہوئے۔چالیس دن پہلے جہاں سے سبق چھوڑا تھا وہیں سے پڑھانا شروع کیا۔طلباء نے متعجب ہو کر عرض کیا،"حضور! آپ نے یہ مضمون تو بہت پہلے پڑھا دیا ہے، گزشتہ کل تو آپ نے فلاں سبق پڑھایا تھا۔"یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً مراقب ہوئے۔اسی وقت آپ کو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ،فیض گنجینہ،باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارکہ سے مشکبار پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے"شاہ عالم! تمہیں اپنے اسباق رہ جانے کا بہت افسوس تھا لہٰذا تمہاری جگہ تمہاری صورت میں تخت پر بیٹھ کر میں روزانہ سبق پڑھا دیا کرتا تھا۔"

جس تخت پر سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس پر اب حضرت قبلہ شاہ عالم کس طرح بیٹھ سکتے تھے لہٰذا آپ فوراً تخت سے اٹھ گئے۔اس تخت کو(ادباً) مسجد میں معلق کر دیا گیا۔اس کے بعد حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کیلئے دوسرا تخت بنایا گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد اس تخت کو بھی پہلے تخت کے قریب معلق کر دیا گیا۔ان کی برکت یہ ہے کہ اس مقام پر جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔(ماخوذ از ملفوظاتِ عطاریہ، حصہ نہم، ص ۱۳۶)

گھر والوں سے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں؟

استاذ کو چاہئے کہ طلباء کے معاملات میں ہی گم ہو کر نہ رہ جائے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنے گھر والوں سے بھی خوشگوار تعلقات رکھے۔اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں وغیرہ کے حقوق پورے کرے۔اپنے بچوں کی بھی مَدَنی تربیت کرے کہ ہر نگہبان سے اس کی نگہبانی سے متعلق سوال ہوگا جیسا کہ رحمتِ عالم ا کا فرمانِ عظمت نشان ہے کہ"نگہبان اور نگہبانی سے متعلق سب سے پوچھ گچھ ہوگی،بادشاہ نگہبان ہے،اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا،مرد اپنے گھر کا نگہبان ہے اس سے اس کی رعایا (یعنی گھر والوں) کے بارے میں سوال ہوگا،عورت اپنے گھر کی نگہبان ہے اس سے اس کی رعایا (یعنی گھر والوں) کے بارے میں سوال ہوگا۔"(صحیح البخاری، رقم ۲۴۰۹، ج ۳، ص ۱۱۲)

اپنے بچوں کی امی (یعنی اپنی زوجہ) سے بھی حسن سلوک کا مظاہرہ کرے۔اپنی"جلالتِ علم"کو بروئے کار لاتے ہوئے اسے بات بات پر جھاڑتا نہ رہے بلکہ اگر وہ غلطی بھی کر بیٹھے تو صبر کرے کہ سرورِ عالم نورِ مجسم انے ارشاد فرمایا:"کامل ایمان والوں میں سے وہ بھی ہے جو عمدہ اخلاق والا اور اپنی زوجہ کے ساتھ سب سے زیادہ نرم طبیعت ہو۔"(جامع الترمذی، رقم الحدیث ۲۶۱۲، ص ۱۹۱۵)

لہٰذا! استاذ کو چاہئے کہ جس طرح وہ گھر سے باہر عجز وانکساری کا پیکر بن کر رہتا ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کے سامنے بھی حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرے کیونکہ بے احتیاطی کی صورت میں اس کے گھر والے اس سے بدظن ہو سکتے ہیں کہ"موصوف باہر تو بڑے خوش اخلاق بن کر رہتے ہیں،نہ جانے گھر واپس آنے کے بعد انہیں کیا ہو جاتا ہے؟"

دُعا

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کتاب میں بیان کردہ مَدَنی پھولوں کو اپنے دل کے گلدستے میں سجانے اور اس کی خوشبو سے اپنے جامعہ و مدرسہ کو معطر کرنے کی سعادت عطا فرمائے اور ہمیں "اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش" کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

تمت بالخیر والحمد للہ رب العلمین

ماخذ و مراجع

(۱) صحیح البخاری مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲) صحیح مسلم مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی بیروت

(۳) سنن الترمذی مطبوعۃ دار الفکر بیروت، و مطبوعہ دار الاسلام

(۴) المعجم الکبیر مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی بیروت

(۵) المعجم الاوسط مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۶) مسند ابی یعلی مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۷) کنز العمال مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۸) سنن ابن ماجہ مطبوعۃ دار المعرفۃ بیروت

(۹) رد المحتار مطبوعۃ مکتبہ امدادیہ پاکستان

(۱۰) فتاویٰ رضویہ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی